

“As his office developed, the poet acquired a variety of functions. In battle his tongue was as effective as his people's bravery. In peace he might prove a menace to public order by his fiery harangues. His poems might arouse a tribe to action in the same manner as the tirade of a demagogue in a modern political campaign. As the press agent, the journalist of his day his favour was sought by princely gifts, as the records of the courts of Hira and Ghassan show. His poems, committed to memory and transmitted from one tongue to another offered an invaluable means of publicity. He was both-moulder and agent of public opinion. Qat'al-Lisan (cutting of the tongue) was the formula used for subsidizing him and avoiding his satires.

Besides being oracle, guide, orator and spokesman of his community, the poet was its historian and scientist, in so far as it had a scientist. Bedouin measured intelligence by poetry. “Who dare dispute my tribe its pre-eminence in horsemen, poets and numbers? exclaimed a bard in al-Aghani. In these three elements, military power, intelligence and numbers, lay the superiority of a tribe. As the historian and the scientist of the tribe, the poet was well-versed in its genealogy and folklore, cognizant of the attainments and past achievements of its members, familiar with their rights, pasture-lands and border-lines. Furthermore as a student of the psychological weaknesses and historical failures of the rival tribes it was his business to expose there short-comings and hold them upto ridicule.”¹

جاہلی معاشرہ میں شاعر کی عظمت و اہمیت پر تفصیل سے روشنی ڈالنے کے بعد
 حتیٰ نے جاہلی شاعری کی تاریخی اور علمی اہمیت کو بھی واضح کیا ہے - جس سے
 جاہلی شاعری کی دور جاہلیہ میں اہمیت کے علاوہ اس کی ایک مستقل تاریخی تحقیقی
 اور لغوی اہمیت کا احساس ہوتا ہے - وہ لکھتے ہیں :

“Aside from its poetic interest and the worth of its grace and elegance, the ancient poetry, therefore has historical importance as source - material for the study of the period inwhich it was composed. In fact it is our only quasi-contemporaneous data. It throws light on all phases of pre-Islamic life. Hence the adage “poetry is the public register (Diwan) of the Arabians.”²

-
1. P.K. Hitti : History of the Arabs. (London, Macmillan 1956), p. 94, 95.
 2. Ibid. p. 95.

ادب عربی سے تعلق رکھنے والے ان جید علماء کی آراء سے جن میں دور قدیم و جدید ہر دو کے اصحاب شامل ہیں اس رائے کی بڑی تفصیل سے اور دو ٹوک انداز میں تائید ہوتی ہے کہ عرب کے جاہلی معاشرہ میں شاعری اور اس کے حوالے سے شاعر کو مرکز و محور کی حیثیت حاصل تھی شاعری اس دور میں کم و بیش وہی حیثیت رکھتی تھی جو قدیم مذاہب کے پیروکاروں کے ہاں ان کی کتب مقدسہ کو حاصل تھی۔ شاعری اس قبائلی معاشرے کی روح، عربوں کی تہذیب و ثقافت کی اساس اور ان کا تاریخی و ادبی سرمایہ تھی۔ ہر قبیلہ کی عزت و رسوائی کا مدار اس کے شعراء کی قابلیت پر تھا حتیٰ کہ جنگوں میں فتح و شکست کا دار و مدار بھی بہت حد تک اس بات پر تھا کہ کسی قبیلہ کا شاعر (یا شعراء) افراد قبیلہ کی غیرت اور گروہی عصیت کو بھڑکانے میں کس حد تک آتش نوائی سے کام لیتا ہے۔ بطور مجموعی یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ جاہلی دور میں شاعری ہی قبیلے کی تمام تر سرگرمیوں کا مرکز و محور اور سنگ بنیاد تھی نیز یہ شاعری زبان و بیان، فصاحت و بلاغت پر لحاظ سے اس پایہ کی تھی کہ گزشتہ چودہ صدیوں کے ہر دور میں اسے اعلیٰ ترین نمونے اور عربی شاعری کے آئیڈیل کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ آج تک اس بارے میں عربی زبان و ادب کے علماء کی غالب اکثریت کا اتفاق ہے کہ جاہلی شاعری کے بلند معیارات کو گزشتہ ڈیڑھ ہزار سال میں مات نہیں کیا جا سکا اور آئندہ بھی اس کا کوئی امکان نہیں۔ اس حقیقت کو حتیٰ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے :

“The early Muslim poets as well as the later and the present day versifiers regarded and still do regard the ancient productions as models of unapproachable excellence”.¹

عرب معاشرے میں شاعری بدستور عظیم الشان حیثیت کی حامل رہی یہاں تک کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر چالیس برس کی عمر میں نزول قرآن کا سلسلہ شروع ہوا اور آپ نے اعلان نبوت فرما کر لوگوں کو اسلام کی دعوت دینا شروع کی چنانچہ (۲۳) تئیس برس کی مدت میں اسلام سرزمین عرب پر غالب آ گیا۔ قرآن پاک کے نزول نے اپنی ابتداء ہی سے عربوں کی فصیح و بلیغ زبانوں کو گنگ اور ان کی عقلوں کو حیران کر دیا حتیٰ کہ نثر تو درکنار وہ عظیم الشان شاعری بھی جوان کا حاصل زیست تھی قرآن کی معجز بیانیوں اور فصاحت و بلاغت کے سامنے نہ ٹھہر سکی اور اللہ تعالیٰ نے علی الاعلان عربوں کی فصاحت و بلاغت کو دو ٹوک انداز میں چیلنج کر کے ساتھ ہی فیصلہ بھی سنا دیا۔

”و ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثله و ادعوا شہداء کم من دون اللہ ان کنتم صدقین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التي

1. P.K. Hitti: History of the Arabs, (London: Macmillan, 1956) p. 92.

و قودھا الناس و الحجارة اعدت للكفرین“^۱۔

چنانچہ عربوں کی اجتماعی کوششیں بھی قرآن کے مقابلے میں ایک مختصر سورۃ گھڑ کر نہ لا سکیں اور قرآن نے شاعری کو شکست دے کر اپنی عظمت مشرکین عرب سے منوالی تمام لوگوں نے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ قرآن عربوں کی شاعری سے برتر و عظیم ہے۔ پس نزول قرآن نے شاعری کی عظیم الشان حیثیت کو بری طرح متاثر کیا اور مشرکین عرب قرآن کی ادبی برتری کو تسلیم کرنے پر چار و ناچار مجبور ہو گئے۔ اب ترتیب یوں تھی اول قرآن، اور پھر شاعری۔ یہ گویا شاعری کے تنزل کی ابتداء تھی۔

قرآن نہ شعر تھا نہ مقفی و مسجع نثر جس کا عربوں کے ہاں رواج تھا مگر وہ جو کچھ بھی تھا بہر حال شعر و نثر دونوں سے برتر و اعلائی، عربی زبان و ادب کا بلند ترین معیار قرار پایا۔ جلال الدین السيوطی اپنی کتاب ”المزہر“ میں قرآن کی عظمت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

”فكما أن القرآن أعجز الشعراء وليس بشعر كذلك أعجز الخطباء وليس بخطبة والمتوسلين وليس بترسل و اعجازه الشعراء أشد برهانا لأتري العرب كيف نسبوا النبي صلى الله عليه وسلم الى الشعر لما غلبوا وتبين عجزهم فقالوا هو شاعر لما في قلوبهم من هبة الشعر و عجمته و أنه يقع منه مالا يلحق والمنثور ليس كذلك فدن هنا قال تعالى (و ما علمنه الشعر و ما ينبغي له) ای لتقوم عليكم الحججة و يصح قبلكم الدليل“^۲۔

پھر بات یہیں تک محدود نہ رہی بلکہ وحی قرآنی کے علاوہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے صادر ہونے والا کلام بھی عربوں کی نثر و نظم کے لیے ایک دوسرا چیلنج ثابت ہوا۔ حتیٰ کہ شاعری اس کلام نبوت کا مقابلہ نہ کر سکی جو شاعری اور مقفی و مسجع نثر کی خوبیوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے تھا ادبی معیاروں کی بلندیوں کو چھو رہا تھا مگر نہ شعر تھا نہ روایتی مسجع کہان۔ فصاحت کلام نبوی ﷺ کے بارے میں مشہور عرب ادیب جاحظ کا بیان ہے :

”هو الكلام الذي قل عدد حروفه ، وكثر عدد معانيه ، و جل عن الصنعة و نزه عن التكلف و كان قال الله تبارك و تعالى قل يا محمد ”وما أنا من المتكافين“ ، فكيف و قد عاب التشديق و جانب أصحاب التعيير ، و استعمل المبسوط في موضع البسط و المقصور في موضع القصر ، و هجر الغريب الوحشي و رغب عن الهجين السوقي ، فلم ينطق الا عن ميراث حكمة - و لم يتكلم الا بكلام قد حف بالعصمة ، و شيد بالتأييد، و يسر بالتوفيق -

۱- البقرة الاية، ۲۳-۲۴۔

۲- السيوطی : المزہر - الجزء الثاني (مصر : المكتبة الازهرية ، ۱۳۲۵ھ) ، ص ۲۹۳ -

و هذا الكلام الذى التى الله المحبة عليه و غشاه بالقبول و جمع له بين المهابة و الحلاوة ، و بين حسن الافهام و قلة عدد الكلام و مع استغنائه عن اعادته ، و قلة حاجة السامع الى معاودته ، لم تسقط له كلمة ، ولا زلت له قدم ولا بارت له حجة ، و لم يقم له خصم ، ولا أفحمه خطيب بل يبذل الخطب الطوال بالكلام القصير ، ولا يلتبس اسكات الخصم الا بما يعرفه الخصم ولا يحتاج الا بالصدق ولا يطلب الفلج الا بالحق ولا يستعين بالخلابة ولا يستعمل المواربة ولا يهمز ولا يلمز ولا يبطى ولا يعجل ولا يسهب ولا يحصر ثم لم يسمع الناس بكلام قط اعم نفعاً ولا اصدق لفظاً ولا اعدل وزناً ولا اجمل مذهباً ولا اكرم مطلباً ولا احسن موقعاً ولا اسهل مخرجاً ولا أفصح عن معناه ولا ابين فى فحواه من كلامه صلى الله عليه وسلم كثيراً^۱۔

اس كلام نبویؐ کو ادبی اور دینی ہر دو لحاظ سے عرب معاشرے میں وہ پذیرائی اور اہمیت حاصل ہوئی کہ شاعری کو ایک قدم مزید پیچھے ہٹنا پڑا اور اب عرب معاشرے کی ادبی ترجیح یوں قرار پائی۔ اول قرآن دوم حدیث نبویؐ اور سوم شعر عرب حتیٰ کہ پھر مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ مختلف وجوہات کی بناء پر نثر روز بروز زیادہ اہمیت اختیار کرتی چلی گئی کیونکہ تفسیر ، حدیث ، فقہ ، فلسفہ ، تاریخ ، جغرافیہ اور دیگر علوم و فنون کی تشکیل و تدوین نیز خطبات جمعہ و عیدین ، سرکاری خط و کتابت اور فرامین وغیرہ کے لیے قدرتی طور پر نثر ہی اظہار و بیان کا آسان اور موزوں تر پیرایہ تھی حتیٰ کہ گزشتہ سولہ سو برس کی تاریخ میں مجموعی طور پر عربی نثر میں جو سرمایہ متنوع موضوعات پر مبنی لاکھوں کتب کی صورت میں تصنیف و مرتب کیا گیا وہ شاعری کے مقابلے میں بیش از بیش ہے ، چنانچہ یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ آمد اسلام کے بعد بالآخر شاعری کا مقام قرآن و حدیث کے بعد ٹھہرا اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ علمی و دیگر ضروریات کی بناء پر شاعری کی تیسری حیثیت کو بھی نثر نے مسلمہ نہ رہنے دیا بلکہ زیادہ سے زیادہ شاعری کے حق میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اھیائے علوم کے جس سلسلے کی ابتداء جاہلی شاعری سے ہوئی تھی عہد بنو عباس کے اختتام تک پہنچتے پہنچتے عربی نثر میں سینکڑوں علوم و فنون کی عظیم الشان تدوین نے اس کی تکمیل کر دی یا یوں کہا جا سکتا ہے کہ قرآن و حدیث کے بعد خالصتاً ادبی نکتہ نظر سے شعر و نثر ہر دو اپنی اپنی جگہ اہم ہیں ۔

اس ساری بحث سے یہ بات بھر حال سامنے آتی ہے کہ آمد اسلام اور غلبہ اسلام نے شاعری کی اہمیت اور حیثیت کو کافی متاثر کیا ۔ یہ سلسلہ صرف یہیں تک محدود نہ رہا بلکہ کتاب اللہ اور رسول اللہ (ﷺ) دونوں نے شاعری کے بارے میں

۱۔ الجاحظ - البيان و التبيين الجزء الثانی (مصر المكتبة التجارية الكبرى ، ۱۳۴۵ھ)

۳۰۰

تنقیدی نکتہ نظر اختیار کیا اور اس سلسلے میں کھل کر اظہار خیال فرمایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے شاعری سے نبیؐ کی برأت کا یوں اعلان کیا :
”وما علمنه الشعر وما ينبغي له“

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کے ذریعے اس بات کی تردید کی کہ قرآن کسی شاعر کا کلام ہے۔ اور ساتھ ہی اس بات کا بھی اعلان کیا کہ شاعری ذات نبویؐ کے شایان شان نہیں گویا کہ یہ اعلان کر دیا کہ شاعری منصب نبوت و رسالت کی ذمہ داریوں سے مطابقت نہیں رکھتی کہ نبیؐ کو شاعری کی تعلیم دی جاتی۔ بلکہ اس سے آگے بڑھ کر قرآن نے عربوں کے اس خیال باطل کی تردید کی کہ قرآن شاعری ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شاعر ہیں اور اس کے دلائل بھی مہیا کیے کہ شاعروں اور انبیاء میں زمین و آسمان کا فرق ہے نیز انبیاء اور شعراء کے پیروکاروں میں بھی وہی فرق نمایاں نظر آتا ہے۔ قرآن پاک میں قول ربانی ہے :

”والشعراء يتبعهم الغاؤون الم ترأنهم في كل واديهمون و أنهم يقولون ملا يفعلون الا الذين آمنوا و عملوا الصلحت و ذكروا الله كثيرا و انتصروا من بعد ما ظلموا و سيعلم الذين ظلموا اى منقلب ينقلبون“۔^۱

بنیادی طور پر قرآن کی یہی وہ آیت ہے جس سے شاعری کے اسلامی تصور پر کافی تفصیل سے روشنی پڑتی ہے۔ علماء تفسیر نے اس آیت کی روشنی میں جو تفصیلی اور جامع تشریحات کی ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شاعری کے بارے میں جو کچھ کتب حدیث میں مروی ہے نیز صحابہ کرامؓ اور دیگر جلیل القدر مسلم شخصیات کا شاعری کے بارے میں جو طرز عمل رہا اس کے نتیجے میں بڑی تفصیل کے ساتھ شاعری کے بارے میں اسلام کا نکتہ نظر جاننا جا سکتا ہے اور اس افراط و تفریط سے بچا جا سکتا ہے۔ جس کے نتیجے میں شاعری کو بلا ضرورت محبوب یا بلا وجہ مذموم قرار دیا جاتا ہے۔

”ابن کثیرؒ سورة الشعراء کی ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

و قوله تعالى - (و الشعراء يتبعهم الغاؤون) قال علي بن أبي طلحة عن ابن عباس يعني الكفار يتبعهم ضلال الانس و الجن ، و كذا قال مجاهد رحمه الله و عبدالرحمن بن زيد بن أسلم و غيرهما و قال عكرمة كان الشعراء يتها جيان فينتصر لهذا فئام من الناس و لهذا فئام من الناس فأنزل الله تعالى (و الشعراء يتبعهم الغاؤون)“۔^۲

۱۔ یس - الایة - ۶۹ -

۲۔ الشعراء - الایة ۲۲۴ تا ۲۲۷ -

۳۔ ابن کثیر۔ تفسیر ابن کثیر۔ الجزء السادس (مصر : المنار ، ۱۳۸۷ھ) ص ۲۵۳

”و قوله تعالى (الم تر أنهم في كل واد يهيمون) قال علي بن أبي طلحة عن ابن عباس في كل لغو يخوضون و قال الضحاك عن ابن عباس في كل فن من الكلام و كذا قال مجاهد وغيره و قال الحسن البصري قد والله رأينا أوديتهم التي يخوضون فيها مرة في شتيمه فلان و مرة في مديحة فلان و قال قتادة الشاعر يمدح قوماً يباطل و يذم قوماً يباطل -

و قوله تعالى (وانهم يقولون مالا يفعلون) قال العو في عن ابن عباس كان رجلاً على عهد رسول الله أحد هما من الانصار و الآخر من قوم آخرين و تهاجيا فكان مع كل واحد منهما غواة من قومه و هم السفهاء فقال الله تعالى (و الشعراء يتبعهم الغاؤون الم تر أنهم في كل واد يهيمون وأنهم يقولون مالا يفعلون) -

و قال علي بن أبي طلحة عن ابن عباس اكثر قولهم يكذبون فيه و هذا الذي قاله ابن عباس رضى الله عنه هو الواقع في نفس الامر فان الشعراء يتبعجون باقوال او أفعال لم تصدر منهم ولا عنهم فيتكثرون بما ليس لهم، ولهذا اختلف العلماء رحمهم الله فيما اذا اعترف الشاعر في شعره بما يوجب حداً هل يقام عليه بهذا الاعتراف أم لا لانهم يقولون مالا يفعلون“ -

آگے چل کر ابن کثیرؒ مزید لکھتے ہیں :

”و قوله - الا الذين آمنوا و عملوا الصالحات) قال محمد بن اسحق عن يزيد بن عبد الله بن قسيط عن أبي الحسن سالم البراد بن عبد الله مولى تميم الداری قال : لما نزلت (و الشعراء يتبعهم الغاؤون) جاء حصان بن ثابت و عبد الله بن رواحة و كعب بن مالک الى رسول الله صلى الله عليه وسلم و هم يبكون قالوا قد علم الله حين أنزل هذه الآية أنا شعراء فتلا النبي صلى الله عليه وسلم (الا الذين آمنوا و عملوا الصالحات) قال ”أنتم“ (و ذكروا الله كثيراً) قال ”أنتم“ (وانتصروا من بعد ما ظلموا) قال ”أنتم“ رواه ابن أبي حاتم و ابن جریر من رواية ابن اسحاق“ -

بعد ازاں ابن کثیرؒ لکھتے ہیں :

”و قوله تعالى (وانتصروا من بعد ما ظلموا) قال ابن عباس يردون على الكفار الذين كانوا يهجون به المؤمنين و كذا قال مجاهد و قتادة و غير واحد و هذا كما ثبت في الصحيح أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لحسان ”اهجهم - أو قال هاجهم و جبريل معك“ قال الامام احمد حدثنا عبدالرزاق حدثنا معمر عن الزهري عن عبدالرحمن بن كعب بن مالک عن أبيه أنه قال للنبي صلى الله

۱- ابن کثیرؒ تفسیر ابن کثیرؒ الجزء السادس (مصر: المنار، ۱۳۴۷ھ ص ۲۵۳-۲۵۴-۲۵۵)

۲- ایضاً - ص ۲۵۵-۲۵۶ -

علیہ وسلم ان اللہ عز وجل قد أنزل فی الشعراء ما أنزل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ”ان المؤمن مجاہد بسيفه ولسانه والذي نفسی بيده لكان ما ترهونهم به نضح النبل“^۱

مشہور تفسیر معالم التنزیل کے مصنف علامہ بغویؒ ان آیات کی تفسیر کے ضمن میں بیان کرتے ہیں :

”قوله عز وجل (والشعراء يتبعهم الغاؤون) قال أهل التفسير اراد شعراء الكفار الذين كانوا يهجون رسول الله صلى الله عليه وسلم وذكر مقاتل أسماء هم فقال ومنهم عبدالله بن الزبير السهمي وهبيرة بن أبي وهب المخزومي ومشافع بن عبد مناف وأبو عزة عمرو بن عبدالله الجمحي وأمية بن أبي الصلت الثقفي تكلموا بالكذب على رسول الله صلى الله عليه وسلم وبالباطل وقالوا نحن نقول مثل ما يقول محمد وقالوا الشعر واجتمع اليهم غواة من قومهم يستمعون أشعارهم حين يهجون النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه و يروون عنهم وذلك قوله (والشعراء يتبعهم الغاؤون) هم الرواة الذين يروون هجاء النبي صلى الله عليه وسلم والمسلمين وقال قتادة ومجاهد الغاؤون هم الشياطين وقال الضحاك تھا جی رجلان علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أحد هما من الانصار والآخر من قوم آخرين ومع كل واحد منهما غواة من قومه وهم السفهاء فنزلت هذه الآية وهي رواية عطية عن ابن عباس (الم ترأنهم في كل واد من أودية الكلام يهيمون) حاثرون وعن طريق الحق جاثرون والهائم الذاهب على وجهه لا مقصد له - قال ابن عباس رضي الله عنهما في هذه الآية في كل لغو يخوضون ، وقال مجاهد في كل فن يفتنون و قال قتادة يمدحون بالباطل ويستمعون ويهجون بالباطل فالوادی مثل لفنون الكلام کہا يقال أنا في واد وأنت في واد - وقيل في كل واد يهيمون أى على كل حرف من حروف الهجاء يصوغون القوافي (وأنهم يقولون ما لا يفعلون) أى يكذبون في شعرهم يقولون فعلنا وفعلنا وهم كذبة“^۲

آگے چل کر بغوی مزید لکھتے ہیں :

”ثم استثنى شعراء المسلمين الذين كانوا يحبون شعراء الجاهلية ويهجون الكفار وينافحون عن النبي صلى الله عليه وسلم وأصحابه - منهم حسان بن ثابت وعبدالله بن رواحة وكعب بن مالك فقال (الا الذين آمنوا وعملوا الصالحات)“^۳

۱- ابن کثیر۔ تفسیر ابن کثیر۔ الجزء السادس (مصر: المنار ۱۳۴۷ھ) ص ۲۵۷

۲- البغوی - معالم التنزیل - الجزء السادس (مصر: المنار ۱۳۴۷ھ) ص ۲۵۱، ۲۵۲-

۳- ایضاً - ص ۲۵۲ -

انہی آیات کی تفسیر کے ضمن میں علامہ بغوی نے احادیث بھی بیان کی ہیں۔ جن میں سے ایک اہم حدیث حضرت انس کی روایت سے نقل کی ہے :

”عن انس أن النبي صلى الله عليه وسلم دخل مكة في عمرة القضاء و ابن رواحة يمشي بين يديه و يقول :

خلوا بني الكفار عن سبيله اليوم نضربكم على تنزيله
ضرباً يزيل الهام عن مثيله و يذهل الخليل عن خليله

فقال له عمر يا ابن رواحة بين يدي رسول الله صلى الله عليه وسلم و في حرم الله تقول الشعر؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم ”خل عنه يا عمر فلهي اسرع فيهم من نضح الثبل۔“^۱

پھر -

”وذكروا الله كثيراً“ کی تشریح میں لکھتے ہیں ”(وذكروا الله كثيراً) أى لم يشغلهم الشعر عن ذكر الله۔“

”(وانتصروا من بعد ما ظلموا) قال مقاتل انتصروا من المشركين لانهم بدأوا بالهجاء۔“^۲

جلال الدین السيوطی^۳ اور جلال الدین المحلی اپنی مشترکہ تفسیر جلالین میں ان آیات کی مختصر مگر جامع تشریح یوں کرتے ہیں :

”(و الشعراء يتبعهم الغاؤون) في شعرهم فيقولون به و يروونه عنهم فهم مذمومون - (ألم تر) تعلم (أنهم في كل واد) من أودية الكلام و فنونه (يهيمون) يمحضون فيجاوزون الحد مدحاً و هجاء -

(و أنهم يقولون) فعلنا ما لا يفعلون (يكذبون) (الا الذين آمنوا و عملوا الصالحات) من الشعراء -

(و ذكروا الله كثيراً) لم يشغلهم الشعر عن الذكر

(و انتصروا) بهجواهم الكفار (من بعد ما ظلموا) بهجو الكفار في جملة المؤمنين فليسوا مذمومين قال الله تعالى : ”لا يحب الله الجهر بالسوء من القول الا من ظلم“ ، و قال تعالى ”فمن اعتدى عليكم فاعتدوا عليه بمثل ما اعتدى عليكم“ و سيعلم الذين ظلموا (من الشعراء و غيرهم (أى منقلب) مرجع (ينقلبون) يرجعون بعد الموت“۔^۳

مشہور مفسر صاحب کشاف ان آیات کی تشریح میں رقمطراز ہیں :

”(و الشعراء) مبتدأ و (يتبعهم الغاؤون) خبره : و معناه أنه لا يتبعهم على

۱۔ البغوی - معالم التنزیل - الجزء السادس (مصر المنار ۱۳۴۷ھ) ص ۲۵۳ -

۱۔ ایضاً - ص ۲۵۷ -

۳۔ السيوطی والمحلی - تفسیر الجلالین (دمشق : الملاح ، ۱۳۸۳ھ) ص ۴۹۸-۴۹۹

باطلہم و کذبہم و فضولہم و ما ہم علیہ من الہجاء و تمزیق الاعراض و القدح فی الانساب و النسب بالحرم و الغزل و الابتہار و مدح من لا یتحق المدح و لا یتحسن ذلک منہم و لا یطرب علی قولہم الا الغاؤون و السفہاء الشطار۔ و قیل الغاؤون الراوون و قیل الشیاطین و قیل ہم شعراء قریش : عبد اللہ بن زبعری و ہبیرہ بن أبی و ہب المخرومی و مسافع بن عبد مناف و أبو عزة الجمحی و من ثقیف امیہ بن أبی الصلت : قالوا نحن نقول مثل قول محمد۔ و كانوا یهجونه۔ و یجتمع الیہم الاعراب من قومہم یتسمعون أشعارہم و أہاجیہم۔“

مزید لکھتے ہیں :

”ذکر الوادی و الہیوم : فیہ تمثیل لذہابہم فی کل شعب من القول و اعتسافہم و قلة مبالاتہم بالغلو فی المنطق و مجاوزة حد القصد فیہ حتی یفضلوا أجبن الناس علی عنترۃ و أشجعہم علی حاتم و أن یبہتوا البری و یفسقوا التقی“ ۲۔

”الا الذین آمنوا الخ — ینقلبون“۔

”استثنی الشعراء المومنین الصالحین الذین یکثرون ذکر اللہ و تلاوة القرآن و کان ذلک أغلب علیہم من الشعر و اذا قالوا شعراً قالوہ فی توحید اللہ و الثناء علیہ و الحکمة و الموعظة و الزہد و الاداب الحسنۃ و مدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و الصحابة و صلحاء الامۃ و مالا بأس بہ من المعانی الی لا یتلطحون فیہا بذنب و لا یتلبسون بشائنة و لا منقصۃ و کان ہجاؤہم علی سبیل الانتصار من یہجوہم۔“ ۳

علامہ ناصر الدین بیضاویؒ جو علامہ زمخشریؒ کے برعکس ”اہل السنۃ و الجماعۃ“ کے ترجان ہیں اپنی مشہور زمانہ تفسیر ”انوار التنزیل و أسرار التاویل“ میں ان آیات کی تفسیر یوں کرتے ہیں :

”و الشعراء یتبعہم الغاؤون و اتباع محمد لیسوا کذلک و ہو استثناء بطل کوئہ علیہ الصلاة والسلام شاعراً و قرره بقولہ (ألّم تر أنهم فی کل واد یہیمون) لان اکثر مقدماتہم خیالات لا حقیقۃ لہا و أغلب کلماتہم فی النسیب بالحرم و الغزل و الابتہار و تمزیق الاعراض و القدح فی الانساب و الوعد الکاذب و الافتخار الباطل و مدح من لا یتستحقہ و الاطراء فیہ و الیہ اشار بقولہ (وأنہم یقولون مالا یفعلون) و کأنہ لما کان اعجاز القرآن من جہۃ اللفظ و المعنی و قدحوا فی المعنی بأنہ مما تنزلت بہ الشیاطین و فی اللفظ بأنہ من جنس کلام الشعراء تکلم فی القسیدین و بین منافاة القرآن لہما۔ و مضادة

۱۔ الزمخشری - الکشاف - الجزء الثالث (مصر : المکتبۃ التجاریۃ الکبری ۱۳۶۵ھ)

ص ۳۴۳-۳۴۴

۲۔ ایضاً - ص ۳۴۴-۳۴۵

۳۔ ایضاً - ص ۳۴۴

حال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم (حال اربابہا)“
پھر اگلی آیت کی شرح میں لکھتے ہیں :

” (الا الذين امنوا وعملوا الصالحات وذكروا الله كثيراً وانتصروا من بعد ما ظلموا) استثناء للشعراء المومنين الصالحين الذين يكثرون ذكر الله ويكون أكثر أشعارهم في التوحيد والثناء على الله تعالى والحث على طاعته ولو قالوا هجواً أرادوا به الانتصار من هجاءهم ومكافحة هجاء المسلمين كعبد الله بن رواحة و حسان بن ثابت والكعبين وكان عليه الصلاة والسلام يقول لحسان ”قل و روح القدس معك“ - وعن كعب بن مالك أنه عليه الصلاة والسلام قال له ”أهجمهم فوالذي نفسى بيده لهو أشد عليهم من النبل“۔“^۲

مذکورہ بالا اہم قدیم تفاسیر میں سورہ الشعراء کی متعلقہ آیات کے ضمن میں جو اقوال اور آراء مفسرین نے درج کی ہیں کم و بیش ایسی ہی تشریح دوسری اہم کتب تفسیر میں ہے دور جدید کی اہم تفاسیر میں بھی قدیم تفاسیر کے مباحث سے استفادہ اور ان سے بالعموم اتفاق کیا گیا ہے۔^۳

سورۃ الشعراء کی ان آیات کی تفسیر کے ضمن میں ان احادیث کو پیش نظر رکھنا بھی ضروری ہے جو شاعری کے بارے میں مستند کتب احادیث میں درج ہیں اور جن میں سے کئی ایک کو قدیم کتب تفسیر میں روایت کیا گیا ہے اس کے بعد شاعری کے اسلامی تصور کے بارے میں تفصیلی اور واضح رائے آسانی سے قائم کی جا سکتی ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ دفاع ذات نبویؐ اور دیگر دینی ضروریات کے تحت شاعری جس سے اسلام کو تقویت ملے اور دشمنان اسلام کے حوصلے پست ہوں نہ صرف جائز ہے بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود ہیجو کفار کے توڑ کے لیے حضرت حسان بن ثابتؓ اور دیگر حضرات کو مامور کیا۔ اس سلسلے میں کتب احادیث میں کئی روایات درج ہیں۔ جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں جن سے شاعری کی اس صنف برائے دفاع دین کی اہمیت واضح ہوتی ہے :

۱۔ ”عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت استاذن حسان بن ثابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ہجاء المشرکین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکیف

۱۔ البیضاوی - انوار التنزیل - الجزء الثانی (مصر : مصطفیٰ البابی الحلبي ، ۱۳۸۸ھ)

ص ۱۶۹ -

۲۔ ایضاً - ص ۱۶۹ -

۳۔ ملاحظہ ہوں (۱) ”روح المعانی“ از علامہ آلوسی بغدادی (۲) سید قطب کی ”فی ظلال القرآن“ اور (۳) پاک و ہند کے علماء کی تفاسیر -

- بسمی فقال حسان لا ملنک منهم کما تسلم الشعرة من العجین“^۱۔
- ۲- ”عن ابی سلمة بن عبدالرحمن بن عوف انه سمع حسان بن ثابت الانصاری يستشهد ابا هريرة فيقول يا ابا هريرة نشدتك بالله هل سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يا حسان اجب عن رسول الله اللهم ائده بروح القدس قال ابو هريرة نعم“^۲۔
- ۳- ”عن البراء رضى الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لحسان اهجهم او قال هاجهم وجبريل معك“^۳۔
- ۴- ”حدثنا أصبغ قال أخبرني عبدالله بن وهب قال أخبرني يونس عن ابن شهاب أن الهيثم بن أبي سنان أخبره أنه سمع أبا هريرة في قصصه يذكر النبي صلى الله عليه وسلم يقول ان أخالكم لا يقول الرفث يعني بذاك ابن رواحة قال :
فينا رسول الله يتلو كتابه اذا انشق معروف من الفجر ساطع
أرانا الهدى بعد العمى فقلوبنا به موقنات أن ما قال واقع
ببيت يجا في جنبه عن فراشه اذا استثقلت بالكافرين المضاجع“^۴۔
- مشکوۃ المصابیح میں اس سلسلے میں درج ذیل روایات ہیں :
- ۱- ”عن عائشة قالت کان رسول الله صلى الله عليه وسلم يضع لحسان منبراً في المسجد يقوم عليه قائماً يفاخر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أو ينافح و يقول رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله يؤيد حسان بروح القدس ما نافح أو فاخر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم. رواه البخاری“^۵۔
- ۲- ”عن كعب بن مالك انه قال للنبي صلى الله عليه وسلم ان الله تعالى قد أنزل في الشعر ما أنزل فقال النبي صلى الله عليه وسلم ان المؤمن يجاهد بسيفه و لسانه و السدى نفسى بيده لكانما ترمونهم به نضح النبل رواه في شرح السنة“^۶۔
- دینی ضروریات کے تحت ہجو کفار اور دفاع اسلام و ذات نبویؐ کی خاطر شاعری کو روا رکھنے کے علاوہ بھی نبیؐ نے شعر کے بارے میں حقیقت پسندانہ نکتہ نظر اختیار کیا اور خود کئی مواقع پر اچھی اور پاکیزہ شاعری میں دلچسپی

۱- البخاری ، الصحيح الجزء الثامن (مصر : بولاق ، ۱۳۱۵ھ) ص ۳۶

۲- ايضاً ، ص ۳۶ -

۳- ايضاً ، ص ۳۶ -

۴- ايضاً ص ۳۶

۵- ابن الخطيب، مشکوۃ المصابیح (بمبئی: قاضی ابراہیم بن قاضی نور محمد ۱۲۹۵ھ)

ص ۴۰۲ -

۶- ايضاً ، ص ۴۰۲ -

کا اظہار فرمایا۔ شعر کے سلسلے میں آپ کے جو اقوال کتب احادیث میں ملتے ہیں ان سے شاعری کے بارے میں اسلام کا یہ نکتہ نظر بڑی وضاحت سے سامنے آ جاتا ہے کہ شاعری ایک صنف کلام ہے جس میں برا بھلا رطب و یابس سب کچھ ہے قابل اعتراض بعض مضامین شعر ہیں۔ شاعری بذات خود مذموم نہیں اس کی تائید درج ذیل اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی ہے :

۱۔ ”ان من الشعر حکمة“^۱

۲۔ ”عن صخر بن عبداللہ بن بریدۃ عن اُبیہ عن جدہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان من البیان سحرًا و ان من العلم جہلاً و ان من الشعر حکماً و ان من القول عیالاً رواہ ابو داؤد“^۲

۳۔ ”عن عائشۃ قالت ذکر عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشعر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو کلام فحسنہ حسن و قبیحہ قبیح رواہ الدار قطنی“^۳

۴۔ ”عن اُبی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصدق کلمۃ قالها الشاعر کلمۃ لبید الاکل شی ما خلا اللہ باطل (متفق علیہ)“^۴

مذکورہ احادیث کے علاوہ دیگر احادیث کے مطالعے سے شاعری کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل سے متعلق مزید معلومات بھی ملتی ہیں۔

۱۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ شاعر نہ تھے مگر آپ کی فصیح و بلیغ زبان سے کئی ایسے کلمات صادر ہوتے تھے جو اوزان شعر کے معیاروں پر بھی پورے اترتے۔ مثلاً صحیح بخاری^۵ کی روایت ہے :

”حدثنا ابو نعیم حدثنا سفین عن الاسود بن قیس سمعت جندباً یقول بینما النبی صلی اللہ علیہ وسلم یمشی اذ اصابہ حجر فعثر قدسیت اصبعہ فقال :

هل أنت الا اصبع دیمت و فی سبیل اللہ مالقیت“^۶

یہی روایت مشکوٰۃ المصابیح میں یوں درج ہے :

”و عن جندب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی بعض المشاهد و قد دیمت اصبعہ فقال :

هل أنت الا اصبع دیمت و فی سبیل اللہ مالقیت

(متفق علیہ)“^۶

۱۔ البخاری - ۱ المصباح - الجزء الثامن (مصر : بولاق ، ۱۳۱۵ھ) ص ۳۴

۲۔ ابن الخطیب۔ مشکوٰۃ المصابیح (بمبئی: قاضی ابراہیم بن قاضی نور محمد، ۱۲۹۵ھ) ص ۴۰۲

۳۔ ایضاً ، ص ۴۰۲ - ۴۰۳ - ۴۰۴ - ایضاً ، ص ۴۰۱ -

۴۔ البخاری ، المصباح ، الجزء الثامن ، (مصر : بولاق ، ۱۳۱۵ھ) ص ۳۵

۵۔ ابن الخطیب۔ مشکوٰۃ المصابیح (بمبئی: قاضی ابراہیم بن قاضی نور محمد، ۱۲۹۵ھ) ص ۴۰۱

اس سلسلے میں مشکوٰۃ المصابیح سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ خندق کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودنے اور مٹی ڈھوتے ہوئے ایسے کلمات ارشاد فرمائے جو اوزان شعر پر بھی پورے اترتے ہیں۔
 ”و عن انس قال جعل المهاجرون والانصار يحفرون الخندق و ينقلون التراب و هم يقولون :

نحن الذين بايعوا محمداً على الجهاد ما بقينا أبداً

يقول النبي صلى الله عليه وسلم وهو يحييهم :

اللهم لا عيش الا عيش الآخرة فاغفر الانصار و المهاجرة“
 (متفق عليه)'

نیز احادیث سے اس بات کی بھی تائید ہوتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شعر کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے اور اچھے اشعار کا پڑھنا اور سننا پسند فرماتے تھے اس سلسلے میں چند احادیث درج ذیل ہیں :

۱۔ ”و عن البراء قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينقل التراب يوم الخندق حتى اغبر بطنه يقول :

والله لو لا الله ما اهتدينا ولا تصدقنا ولا صلينا

فانزلن مكينة علينا و ثبت الاقدام ان لاقينا

ان الاولى قد بغوا علينا اذا ارادوا فتنه أيينا

يرفع بها صوته أيينا أيينا (متفق عليه)“

۲۔ ”عن سلمة بن الأكوع قال خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الى خيبر فسرنا ليلاً فقال رجل من القوم لعامر بن الأكوع الا تسمعنا من هنيهاتك قال وكان عامر رجلاً شاعراً فنزل يحدو بالقوم يقول :

اللهم لو لا أنت ما اهتدينا ولا تصدقنا ولا صلينا

فاغفر فداء لك ما اقتفينا و ثبت الاقدام ان لاقينا

و القين مكينة علينا انا اذا صيح بنا أتينا

و بالصباح عولوا علينا

فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من هذا السائق قالوا عامر بن الأكوع فقال يرحمه الله“

۱۔ ابن الخطيب۔ مشکوٰۃ المصابیح (بیروتی قاضی ابراہیم بن قاضی نور محمد، ۱۲۹۵ھ)

ص ۴۰۱

۲۔ ایضاً ص ۴۰۱

۳۔ البخاری - الصحيح - الجزء الثامن (مصر : بولاق ، ۱۳۱۵ھ) ص ۳۵

(۳) عن عمرو بن الشريد عن ابيه قال ردفت رسول الله صلى الله عليه وسلم يوماً فقال هل معك من شعر أمية بن أبي الصلت شئ قلت نعم قال هيه فأنشدته بيتاً فقال هيه ثم أنشدته بيتاً فقال هيه حتى أنشدته مائة بيت^۱۔

آخری حدیث سے نہ صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ ادبی ذوق اور شعر سے دلچسپی کا پتہ چلتا ہے بلکہ ایک غیر مسلم شاعر کے بیک وقت سو عمدہ اشعار باصرار سننے سے معلوم ہوتا ہے کہ مثبت شاعری خواہ غیر مسلم کی ہو اسے بھی خوش آمدید کہنا اور اس سے استفادہ کرنا ممنوع نہیں۔

ان احادیث کے علاوہ مستند کتب حدیث میں وہ مشہور حدیث بھی ہے جس میں شاعری کی شدید مذمت ہے اور اس سے تصویر کا دوسرا رخ دیکھنے کے سلسلے میں واضح رہنمائی ملتی ہے۔ یہ حدیث صحیح بخاری^۲ و مسلم^۳ جیسی مستند کتب حدیث میں موجود ہے۔

۱۔ ”عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لأن یمتلی جوف احدکم قیحاً خیر له من أن یمتلی شعراً“^۲

۲۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یمتلی جوف رجل قیحاً یربہ خیر من أن یمتلی شعراً“^۳

۳۔ ”عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان یمتلی جوف الرجل قیحاً یربہ خیر من ان یمتلی شعراً“^۴

۴۔ ”عن ابی سعید الخدری قال بینا نحن نسیر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالعرج اذ عرض شاعر ینشد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خذوا الشیطان أو امسکوا الشیطان لان یمتلی جوف رجل قیحاً خیر له من أن یمتلی شعراً“^۵

اس آخری حدیث کی تشریح میں جس میں مذکورہ بالا، احادیث بھی مابجای ہیں۔ مشہور محدث امام نووی^۶ نے جو کچھ لکھا ہے وہ بڑی تفصیل سے تمام غلط فہمیوں کا ازالہ کر کے شاعری کے بارے میں اسلامی حدود کی نشاندہی کرتا ہے۔ آپ لکھتے ہیں :

۱۔ مسلم - الصحيح الجزء الخامس (مصر: المطبعة الکستلیة، ۱۲۸۳ھ) ص ۷۲-۷۳

۲۔ البخاری - الصحيح - الجزء الثامن (مصر: بولاق، ۱۳۱۵ھ) ص ۳۶-۳۷

۳۔ ایضاً، ص ۳۷

۴۔ مسلم - الصحيح - الجزء الخامس (مصر: المطبعة الکستلیة، ۱۲۸۳ھ) ص ۷۳

۵۔ ایضاً، ص ۷۴

”قال أبو عبيد والعلماء كافة - الصواب أن المراد أن يكون الشعر غالباً عليه مستولياً عليه بحيث يشغله عن القرآن وغيره من العلوم الشرعية وذكر الله تعالى وهذا مذموم من أي شعر كان فاماً اذا كان القرآن والحديث وغيرهما من العلوم الشرعية هو الغالب عليه فلا يضر حفظ اليسير من الشعر مع هذا لان جوفه ليس بمتلئاً شعراً والله اعلم - واستدل بعض العلماء بهذا الحديث على كراهة الشعر مطلقاً قليله وكثيره وان كان لافحش فيه وتعلق بقوله صلى الله عليه وسلم ”خذوا الشيطان“ وقال العلماء كافة هو مباح مالم يكن فيه فحش ونحوه قالوا وهو كلام حسنه حسن وقبيحه قبيح وهذا هو الصواب فقد سمع النبي صلى الله عليه وسلم الشعر واستنشدته وامر به حسان في هجاء المشركين وأنشده أصحابه بحضرته في الاسفار وغيرها وأنشده الخلفاء وأئمة الصحابة وفضلاء السلف ولم ينكره أحد منهم على اطلاقه وانما انكروا المذموم منه وهو الفحش ونحوه وأما تسمية هذا الرجل الذي سمعه ينشد شيطانا فلعله كان كافراً أو كان الشعر هو الغالب عليه أو كان شعره هذا من المذموم وبالجملة قسميته شيطانا انما هو قضية عين تتطرق اليها الاحتمالات المذكورة وغيرها ولا عموم لها فلا يحتاج بها والله أعلم -“

تفسیر و حدیث کے عظیم الشان سرمائے کے مطالعے سے شاعری کے بارے میں جو کچھ رہنمائی میسر آتی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ :

۱۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شاعر نہ تھے اور شاعری آپ کی عظیم الشان شخصیت کے شایان شان نہیں ۔

۲۔ شعراء اس بناء پر قابل مذمت ہیں کہ وہ :

(الف) جھوٹ سچ اور ہر قسم کے رطب و یابس پر مبنی کلام دلفریب کے ذریعے بدی اور گمراہی کی طرف لوگوں کو مائل کرتے اور گمراہ لوگوں کو اپنے پیچھے لگانے کا غلط کام کرتے ہیں ۔

(ب) وہ ہر وادی کلام میں جائز و ناجائز حسین و فحش کی پرواہ کیے بغیر طبع آزمائی کرتے ہیں اور اس سلسلے میں کسی قاعدہ و ضابطہ کے پابند نہیں ہوتے ۔

(ج) ان کے قول و فعل میں بالعموم تضاد ہوتا ہے اور ان تینوں باتوں سے بہت ما فساد اور بگاڑ پیدا ہو کر معاشرے کو انفرادی و اجتماعی سطح پر متاثر کرتا ہے ۔

۱۔ النووی - المنہاج فی شرح مسلم بن الحجاج - الجزء الخامس (مصر : المطبعة الکستلیة) ۱۲۸۳ھ ص ۷۷

۳۔ وہ شعراء اس مذمت سے مستثنیٰ قرار پائے جو ایمان اور عمل صالح کے حامل اور اللہ کا بکثرت ذکر کرنے والے ہیں اور جنہوں نے دشمنوں کی جانب سے کی جانے والی زیادتیوں کے بعد اسلام، نبیؐ اسلام اور پیروان اسلام کی مدافعت میں جوابی حملہ کیا۔ جس میں کوئی غلط بیانی نہیں۔ بلکہ دشمنان دین کی کمزوریوں اور خامیوں سے فائدہ اٹھایا گیا۔

۴۔ غیر مسلم شعراء کا کلام اگر صحیح خیالات پر مبنی اور دین سے متصادم نہ ہو تو اس سے استفادہ جائز ہے حتیٰ کہ اس کو خراج تحسین پیش کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں (جیسا کہ امیۃ بن ابی الصلت کے شعروں کا معاملہ ہوا)۔

۵۔ شاعری ایک صنف کلام ہے جس میں حسن و حکمت اور قبح و جہالت ہر دو پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ کلام شاعر میں (خواہ مسلم کا ہو یا غیر مسلم کا) عمدہ و پر حکمت قابل محبت اور فحش و خرافات پر مبنی قابل مذمت ہے۔ شعر کہنا، شعر پڑھنا، شعر سننا، حفظ شعر اور روایت شعر بذات خود ممنوع نہیں۔ کلام قبیح نہ ہو تو جائز ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود شعر سننے، سننے کی خواہش ظاہر کی اور شعروں پر اظہار رائے فرمایا اگر آپ نے شاعری نہیں کی تو اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں جن میں نمایاں ترین دلیل یہ ہے کہ شاعری آپ کے عظیم الشان منصب و مرتبہ کے شایان شان نہیں۔

۶۔ غیر فحش اور جائز شاعری بھی اس وقت قابل مذمت ہے جب وہ کسی پر اتنی غالب آجائے کہ متعلقہ فرد یا گروہ کو دین کے فرائض، ذمہ داریوں یاد خدا اور کتاب خدا سے غافل کرنے کا باعث بنے یا اس کی راہ میں حائل ہو جائے یعنی دین اور دینی تقاضے مقدم ہیں اور کسی قسم کی شاعری بھی ان کی راہ میں حائل نہ ہونی چاہیے۔

قرآن و سنت کی روشنی میں شاعری کے بارے میں اسلام کا جو نکتہ نظر سامنے آتا ہے اس سلسلے میں امام نوویؒ کی رائے جو انہوں نے اشعار امیۃ بن ابی الصلت کے بارے میں روایت کردہ حدیث کی شرح کے طور پر ظاہر فرمائی ہے اختصار اور جامعیت کی حامل ہے۔ اور اسے بطور نتیجہ پیش کیا جا سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

”و مقصود الحدیث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم استحسن شعر امیۃ و استزاد من انشاده لما فیہ من اقرار الوحداثیۃ والبعث ففیہ جواز انشاد الشعر الذی لا فحش فیہ و سماعہ سواء شعر الجاہلیۃ و غیرہم و ان المذموم من الشعر الذی لا فحش فیہ انما هو الاکثار منه و کونہ غالباً علی الانسان فاما یسیرہ فلا بأس بانشاده و سماعہ و حفظہ۔“

۱۔ النووی۔ المنہاج فی شرح مسلم بن الحجاج۔ الجزء الخامس (مصر: المطبعة الکستلیۃ، ۱۲۸۳ھ) ص ۷۳، ۷۴

مضمون کے خاتمے سے پہلے مختصراً یہ دیکھنا بھی مناسب ہوگا کہ صحابہ کرامؓ اور دیگر صالحین امت کا شعر کے بارے میں طرز عمل کیا رہا تا کہ نہ صرف قرآن و سنت کے علمبردار اولین حضرات کا شاعری کے بارے میں رویہ سامنے آ سکے بلکہ اس نظریہ کی عملی تردید بھی ہو جائے کہ شاعری کوئی ایسی غیر صالح چیز ہے جس سے نیک لوگوں کو مکمل پرہیز کرنا چاہیے۔

کعب بن زہیر کے قبول اسلام کا واقعہ ادب و تاریخ کی کتب میں معروف ہے کعب کی ہجو یہ شاعری سے دعوت دین کو نقصان پہنچ رہا تھا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون مباح قرار دے دیا کہ کعب بن زہیر جہاں بھی مل جائے اسے قتل کر دیا جائے پھر کعب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں ہاضری دے کر معافی چاہی اسلام قبول کیا اور اپنا مشہور قصیدہ پڑھا جس کا مطلع ہے :

”بانت سعاد قلبی الیوم متبول

متیم اثرہا لم یفد مکبول“

اس قصیدہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت تھی۔ صاحب العقد الفرید نے ابتدائی اشعار قصیدہ نقل کرنے کے بعد لکھا ہے :

”ثم خرج من هذا الى مدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکساه برداً اشتراه منه معاویة بعشرين ألفاً“^۱

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن زہیرؓ کو نہ صرف معاف کیا بلکہ یہ نعتیہ قصیدہ سن کر بطور انعام اپنی چادر مبارک عطا فرمائی جسے امیر معاویہؓ نے بیس ہزار میں ان سے خرید لیا۔

حضرت حسانؓ بن ثابت کو ہجو کفار اور مدح مصطفیٰؐ کی بناء پر مسند المرسلینؓ کے ہاں جو عظیم الشان مقام و مرتبہ حاصل تھا اس کا اندازہ تفسیر و حدیث کے گزشتہ حوالوں سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

حضرت انسؓ بن مالک خادم النبی صلی اللہ علیہ وسلم خود شاعر تھے۔ ان کا بیان ہے :

”قدم علينا رسول الله صلى الله عليه و ما في الانصار بيت الا و هو يقول الشعر قيل له و أنت أبا حمزة قال و أنا ايضاً“^۲۔

مقداد بن اسد ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

۱۔ ابن عبد ربہ - العقد الفرید - ج ۳، (مصر : المطبعة الجمالية، ۱۳۳۱ھ) ص ۳۹۱

۲۔ ایضاً - ص ۳۸۸

”ما كنت أعلم أحدا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أعلم بشعر ولا فريضة من عائشه رضي الله عنها“^۱
شعر کی عظمت کے اعتراف میں حضرت عمرؓ بن الخطاب کا واقعہ العقد الفرید نے نقل کیا ہے :

”ودخل هرم بن سنان على عمر بن الخطاب فقال له من أنت قال أنا هرم بن سنان قال صاحب زهير قال نعم قال أما انه كان يقول فيكم فيحسن قال كذلك كنا نعطيهِ فنجزل ، قال ذهب ما أعطيتموه و بقي ما أعطاكم“^۲
حضرت عمرؓ کا ایک اور قول شعر کی عملی افادیت کو ظاہر کرتا ہے آپ نے فرمایا :

”أفضل صناعات العرب الايات من الشعر يقدها في حاجاته ليستعطف بها قلب الكريم ويستميل بها قلب اللئيم“^۳

تفسیر روح المعانی میں حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے یہ قول درج ہیں :
فعن عمر رضي الله تعالى عنه أنه كتب الى ابي موسى الاشعري :
”مر من قبلك بتعلم الشعر فانه يدل على معاني الاخلاق و صواب الراي و معرفة الانساب و عن علي كرم الله تعالى وجهه الشعر ميزان القول“^۴
”العقد الفرید“ میں حضرت عمرؓ اور پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے اقوال شعر کے حق میں نقل کیے گئے ہیں :

”و قال عمر بن الخطاب - الشعر جذل من كلام العرب يسكن به الغيظ و تطفأ به النائرة و يبلغ به القوم في ناديتهم و يعطى به السائل - فقال ابن عباس الشعر علم العرب و ديوانها فتعلموه و عليكم بشعر الحجاز“^۵
ابن عباسؓ ہی کا قول ہے :

”اذا قرأتم شيئاً من كتاب الله فلم تعرفوه فاطلبوه في اشعار العرب فان الشعر ديوان العرب“^۶

ان اقوال صحابہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ انصار مدینہ میں بھی اہل مکہ کی طرح شاعری کا گھر گھر چرچا تھا اور بعثت نبویؐ کے بعد صحابہ کرامؓ نے شاعری سے استفادہ کیا اس کی افادیت کا اعتراف کیا اور مختلف ضروریات کے تحت عربی شاعری

۱- ابن عبدبرہ - العقد الفرید - ج ۳ (مصر : المطبعة الجمالية ، ۱۳۳۱ھ) ص ۳۸۲

۲- ایضاً ص ۳۹۴

۳- ایضاً - ص ۳۸۲

۴- الالوسی - روح المعانی، ج ۱۹ (مصر: إدارة الطباعة المنيرية، ۱۳۵۳ھ) ص ۱۵۰

۵- ابن عبدبرہ - العقد الفرید ج ۳ (مصر : المطبعة الجمالية) ۱۳۳۱ھ) ص ۳۸۶

۶- الالوسی - روح المعانی ج ۱۹ (مصر: إدارة الطباعة المنيرية، ۱۳۵۳ھ) ص ۱۵۰

کے تعلم کی ہدایت کی جہاں تک صحابہؓ کے خود شعر کہنے کا تعلق ہے اس بارے میں کچھ باتیں العقد الفرید اور بعض تفسیر روح المعانی سے نقل کی جا رہی ہیں تاکہ جو براہ راست استفادہ کرنا چاہے وہ کم از کم وقت میں زیادہ معلومات حاصل کر سکے۔ کیونکہ یہ دونوں کتابیں معروف اور عام طور پر قابل حصول ہیں۔

ابن عبد ربہ کا بیان ہے :

”کان شعراء النبی صلی اللہ علیہ وسلم حسان ، و کعب بن مالک و عبد اللہ بن رواحة - قال سمید بن المسیب : کان ابو بکر شاعراً و عمر شاعراً و علی اشعر الثلاثة“^۱

العقد الفرید ہی میں ابن عبد ربہ نے حضرت عائشہؓ کا یہ قول نقل کیا ہے :

”فکان ابو بکر إذ أخذته الحمی يقول

کل امریٰ مصبح فی أهله والموت ادنی من شراک نعله“^۲

صاحب روح المعانی نے حضرت ابو بکرؓ کے یہ اشعار درج کیے ہیں:

”امن طیف سلمی بالبطاح الدماث أرقت و امر فی العشرة حمادث
تری من لوی فرقه لا یصدھا عن الکفر تذکیر ولا بعث باعث
رسول أناھم صادق فتکذبوا علیہ و قالوا لست فینا بما کث
ولما دعوناھم الی الحق أدبروا و هروا هریر المجحرات اللواھث
فکم قد مثلنا فیھم بقرایة و ترک التی شئ لھم غیر کارث
فان یرجعوا عن کفرھم و عقوبھم فما طیبات الحل مثل الخبائث
و ان یرکبوا طغیانھم و ضلالھم فلیس عذاب اللہ عنھم بلائث“^۳

حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کے چند اشعار بحوالہ روح المعانی درج ذیل ہیں۔ علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں :

”و من شعر عمر رضی اللہ عنہ و کان من أنقد أهل زمانه للشعر وأنفذهم فیہ معرفة

تو عدنی کعب ثلاثاً یعدھا ولا شک أن القول ما قاله کعب
و ما بی خوف الموت انی لمیت ولكن خوف الذنب یتبعھا الذنب“^۴

غنی النفس یغنی النفس حتی یکفھا
و ان عضھا حتی یضربھا الفقر“^۵

۱- ابن عبد ربہ - العقد الفرید ج ۳ (مصر : المطبعة الجبالية ، ۱۳۳۱ھ) ص ۳۸۸

۲- ایضاً - ص ۳۸۷

۳- آلوسی - روح المعانی ج ۱۹ (مصر : ادارة الطباعة المنيرية ، ۱۳۵۳ھ) ص ۱۴۸

۴- ایضاً - ص ۱۴۸

۵- ایضاً - ص ۱۴۹

حضرت علیؑ کے بارے میں ابن عبد ربہ کا بیان ہے :
 ”قال سعيد بن المسيب : ”كان أبو بكر شاعراً و عمر شاعراً و علي اشعر
 الثلاثة“ و من قول علي كرم الله وجهه بصفين .

لمن راية سوداء يخفق ظلها اذا قيل قدمها حصين تقدما
 فيوردها في الصف حتى يردها حياض المنايا تنقطر السم والدم
 جزى الله غنى والجزاء يكفه ربيعة خير اما أعف و اكرما“
 حضرت علیؑ کے بارے میں العقد الفريد کا مزید بیان ہے :
 ”وكان اذا مار بارض الكوفة يرتجز ويقول
 ”يا حبذا السير بارض الكوفة
 ارض سواء سهلة معروفة
 تعرفها جمالنا المعروفة“

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کثیر تعداد میں اعلیٰ اشعار مروی ہیں۔ جہاں تک
 حضرت فاطمہؑ الزہراء کا تعلق ہے ان سے بھی بعض اشعار مروی ہیں۔ صاحب روح
 المعانی لکھتے ہیں :
 ”و من شعر فاطمة رضي الله تعالى عنها قالت يوم وفاة ايها عليه الصلاة
 والسلام -

ماذا علي من شم تربة احمد ان لايشم مدى الزمان غواليا
 صبت على مصائب لوائفها صبت على الايام صرن لياليا -“

مزید لکھتے ہیں :

”و من شعر ابنه الحسن رضي الله تعالى عنها و قد خرج على اصحابه مختضباً
 نسود اعلاها و تابى اصولها
 فليت الذي يسود منها هو الاصل -“

روح المعانی میں مزید لکھا ہے :

”و من شعر العباس رضي الله تعالى عنه يوم حنين يفتخر بثبوته مع رسول الله
 صلى الله عليه وسلم -
 الاهل اتى عرسى مكبرى و موقفى بوادى حنين والاسنة تشرع

۱- ابن عبد ربہ - العقد الفريد ، ج ۳ مصر : المطبعة الجالیه ، ۱۳۳۱ھ ص ۲۸۸

۲- ایضاً ، ص ۳۹۰

۳- اللوسی روح المعانی ، ج ۱۹ (مصر : ادارة الطباعة المنيرية ، ۱۳۵۳ھ) ص ۱۴۹

۴- ایضاً - ص ۱۴۹

وقولی اذا ما النفس جاشت لها قری و هام تدهدی و السواعد تقطع
و کیف رددت الخیل و هی مغبرة بزوراء تعطی بالیدین و تمنع
نصرنا رسول الله فی الحرب سبعة و قد فر من قدفر عنه فأقشعوا^۱
علامة آلوسی اشعار عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہا :
”و من شعر ابنہ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا -

اذا طارقات الهم ضاجعت الفتی وأعمل فکر اللیل واللیل عاکر
و باکرنی فی حاجة لم یجدلها سواى ولا من نکتة الدهر ناصر
فرجت بمالی همه من مقامه و زایلہ ہم طروق مسامر
و کان له فضل علی بطنه بی الخیرانی للذی ظن شاکر“^۲

نیز العقد الفرید میں مذکور ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی بینائی جاتی
رہی تو انہوں نے اشعار کہے - العقد الفرید کے الفاظ ہیں ”وقال ابن عباس لما
کف بصره -

ان یاخذ الله من عینی نور هما ففی لسانی وقلبی منهما نور
قلبی ذکی و عقی غیری دخل و فی فمی صام کالسيف مشهور“^۳

مذکورہ بالا تمام اشعار سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ
صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نہ صرف شاعری سے دلچسپی رکھتے
تھے بلکہ کئی جلیل القدر صحابہ خود شاعر تھے اور خود خلفائے راشدین ابوبکر و
عمر و عثمان و علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شعر گو تھے - سیدہ
فاطمہ الزہراءؓ، امام حسنؓ، حضرت عباسؓ اور حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ سمیت
کئی ایک اصحابؓ رسولؐ و اہل بیتؓ، مہاجرین و انصار شعر کہتے تھے - لہذا
شعر گوئی سے اجتناب تقویٰ کی لازمی دلیل نہیں - اور نہ ہی شعر گوئی کسی فرد کے
غیر صالح ہونے کی نشاندہی کرتی ہے بلکہ اس سلسلے میں متوازن بات وہی ہے کہ
”الشعر کلام فحسنة حسن و قبیحة قبیح“۔

صحابہ کرامؓ کے بعد بھی گزشتہ چودہ سو سال میں مفسرین، محدثین، فقہائے اسلام
اور دیگر صلحائے امت شاعری کرتے رہے ہیں جو ایک الگ تفصیل طلب موضوع
ہے تاہم اس رائے کی تائید میں العقد الفرید ہی کے حوالے سے چند سطرین انتہائی
اختصار کے ساتھ نقل کی جا رہی ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ بڑے جلیل القدر علماء
بھی جولانگہ شعر میں طبع آزمائی کرتے رہے ہیں - ابن عبد ربہ لکھتے ہیں :

۱- الالوسی - روح المعانی ج ۱۹ (مصر : ادارة الطباعة المنيرية ، ۱۳۵۳ھ ص ۱۴۹،

۲- ایضاً ، ص ۱۵۰ -

۳- ابن عبد ربہ - العقد الفرید - ج ۳ (مصر : المطبعة الجالیة ، ۱۳۳۱ھ) ص ۳۹۰

”و من شعراء التابعين) عبید اللہ بن عتبہ بن مسعود و هو ابن أخی عبد اللہ بن مسعود صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و هو أحد السبعة من فقهاء المدينة و له قال معید بن المسیب أنت الفقیہ الشاعر“^۱۔
 ”(و من شعراء التابعين) عروہ بن اذینہ و کان من ثقات أصحاب حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یروی عنه مالک و من شعراء (الفقهاء المبرزین) عبد اللہ بن المبارک صاحب الرقاق“^۲۔

گزشتہ چودہ صدیوں کے دوران میں عہد نبویؐ، دور صحابہؓ، عصر تابعینؓ اور بعد کے ادوار میں شاعری کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہا کئی ایک جلیل القدر صحابہؓ و تابعینؓ اور ان کے بعد کے اہل علم و تقویٰ خود بھی شاعر تھے اور شعر کے قدر دان بھی۔ ان میں مفسرین، محدثین، مورخین ہر قسم اور ہر دور کے اہل علم و فضل شامل ہیں۔ پس شاعری کی تائید میں ناقابل تردید اور وزنی دلائل ہیں۔ شرط یہ ہے کہ کلام فحش نہ ہو اور شاعری غالب نہ آجائے کہ اسلام کا ماننے والا اس سے رتر دینی تقاضوں میں تساہل برتنے لگے۔

آخر میں شاعری کے اسلامی تصور کے بارے میں اس مضمون کے تمام تر مباحث کو سمیٹتے ہوئے اس کا اختتام عصر حاضر کے مشہور محقق اور دانشور ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی وقیع رائے پر کیا جا رہا ہے جو شاعری کے اسلامی تصور کی بڑی خوبصورتی اور جامعیت کے ساتھ عکسی کرتی ہے :

“As for poetry the Prophet declared, “There are verses and poems which are full of wisdom, and there are discourses of orators whfch produce a magical effect”. The Qur’an has discouraged immoral poetry. Following this direction, the Prophet surrounded himself by the best poets of the opoch, and showed them the road to follow and limits to observe, thus distinguishing between the good and the bad use of this great natural talent. The poetical works of Muslims are found in all languages and relate to all times, it would be impossible to describe them here even in the briefest manner. An Arab, however, finds himself always “at home” in this poetry, as is found out by the synonymity of terms: Bait means both a tent and a verse of two himistiches, misra means not only the flap

۱۔ ابن عبد ربہ - العقد الفرید - ج ۳ (مصر : المطبعة الجالیة ، ۱۳۳۱ھ) ص ۳۸۹

۲۔ ایضاً - ص ۳۹۰ -

of a tent but also a hemistich, sabab: is rope of the tent as well as the prosodical foot, watad means a tent peg as well as the syllables of the prosodiacal foot. These are but a few among great many peculiarities of the language.”¹

المراجع

- ١- القرآن الكريم -
- ٢- الالوسي - روح المعاني - مصر : ادارة الطباعة المنيرية ، ١٣٥٣ هـ
- ٣- ابن كثير - تفسير ابن كثير - مصر : المنار ، ١٣٣٤ هـ
- ٣- البغوي - معالم التنزيل - مصر : المنار ، ١٣٣٤ هـ
- ٥- البيضاوي - انوار التنزيل و اسرار التأويل - مصر : مصطفى البابي الحلبي ، ١٣٨٨ هـ
- ٦- الزمخشري - الكشاف - مصر : المكتبة التجارية الكبرى ، ١٣٦٥ هـ
- ٧- السيوطي والمحلى - تفسير الجلالين - دمشق : مكتبة الملاح ، ١٣٨٣ هـ
- ٨- ابن الخطيب - مشكوة المصابيح لمبئي : قاضي ابراهيم بن قاضي نور محمد ، ١٢٩٥ هـ
- ٩- البخارى - الصحيح - مصر : بولاق ، ١٣١٥ هـ
- ١٠- مسلم - الصحيح - مصر : المطبعة الكستلية ، ١٢٨٣ هـ
- ١١- النووى- المنهاج فى شرح مسلم بن الحجاج - مصر : المطبعة الكستلية ، ١٢٨٣ هـ
- ١٢- ابن عبدربه - العقد الفريد - مصر : المطبعة الجاهلية ، ١٣٣١ هـ
- ١٣- الجاخط - البيان والتبيين - مصر : المكتبة التجارية الكبرى ، ١٣٣٥ هـ
- ١٤- زيدان ، جرجى - تاريخ اداب اللغة العربية - بيروت : دارمكتبة الحياة ، ١٩٦٤ ع
- ١٥- الزيات، احمد حسن- تاريخ الادب العربى- القاهرة: مكتبة الانجلو المصرية ١٩٥٥ ع
- ١٦- السيوطى ، المزهر- مصر : المكتبة الازهرية ، ١٣٢٥ هـ
17. Hamidullah, Mohammad - Introduction to Islam Kuwait : I. I. F.S.O., 1977.
18. Hitti, Philip. K.-History of the Arabs, London: Macmillan, 1956.

1. Mohammad Hammadullah, Introduction to Islam (Kuwait:I.I.F.S.O. 1977) P. 200.

بیاد رفتگان



حافظ محمود خان شیرانی ، ڈاکٹر محمد اقبال ، ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین ، پروفیسر مولوی محمد شفیع
۱۹۳۹ء کی ایک یادگار تصویر میں سے

شیخ سر عبدالقادر

حافظ محمود خاں شیرانی

میں نے شمع علم کے پروانے کئی دیکھے مگر حافظ محمود شیرانی جیسا سوختہ جان کم دیکھا۔ میں نے انہیں سب سے پہلے انگلستان میں دیکھا جب میں بھی طالب علم تھا اور وہ بھی۔ پھر وہ مجھے لاہور میں میری واپسی سے کئی سال بعد ملے اور یہیں سالہا سال رہے۔ پھر اس زمانے کے قریب جب وہ پنجاب سے اپنے بزرگوں کے وطن یعنی ریاست ٹونک کو گئے اور پنجاب نے انہیں بادل ناخواستہ رخصت کیا۔ وہ جہاں سے اس طرح کئے جیسے یہ وطن تھا اور وہ پردیس۔

ولایت میں وہ کوئی سات سال رہے۔ پہلے دو تین سال تو انہیں انگریزی سیکھنے میں لگے۔ ہندوستان سے وہ منشی فاضل کا امتحان پاس کر کے گئے۔ اس سے پہلے وہ قرآن شریف حفظ کر چکے تھے۔ فارسی اور عربی منشی فاضل کی پڑھائی کرتے ہوئے حاصل کی تھی۔ میں جب ولایت سے چلا وہ ابھی انگریزی سیکھ رہے تھے۔ مطالعہ کا شوق بے حد تھا۔ لندن کے کتب خانوں میں جا کر کتب بینی میں مصروف رہتے۔ وہاں مشرقی کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ برٹش میوزیم میں ہے اور دوسرا انڈیا آفس میں۔ دونوں میں فارسی عربی کی قلمی کتابیں بکثرت موجود ہیں۔ اور ان میں سے کئی ایسی نادر اب خود مشرقی کتب خانوں میں ان میں سے بعض کا وجود نہیں۔ اس طرح ہمارے مالی سرمایہ کے ساتھ ہمارا بہت سا علمی سرمایہ بھی دوسرے ملکوں میں منتقل ہو چکا ہے۔ حافظ محمود شیرانی نے علمی دولت کو سمیٹنا شروع کیا۔ اور مالی سرمایہ سے یہ بے نیازی اختیار کی۔ ان کے اس ذوق کے باعث انہیں وہاں کے قیام کے آخری سالوں میں برطانیہ کے ایک کتب خانہ کی فہرست کتب کی تیاری کا کام مل گیا اور اس کا کچھ قلیل معاوضہ ملتا رہا۔ فہرست بنانا صرف اسی کو نہیں کہتے کہ کتابوں کے نام ترتیب سے لکھ دیے۔ بلکہ کتب خانوں کی اصطلاح میں فہرست بنانے والے سے یہ توقع ہوتی ہے کہ وہ کتاب کے مضمون سے بھی کچھ آگہی رکھتا ہو۔ مصنف کے حالات سے بھی باخبر ہو۔ اور یہ بھی جانتا ہو کہ وہ کس زمانے کی تصنیف ہے۔ اور جو نسخہ اس کے سامنے ہے وہ کس زمانے کی نوشت ہے۔ اس کام سے حافظ محمود صاحب کی دلہستگی کتابوں کی ان تفصیل کے ساتھ روز بروز بڑھتی گئی، اور وہ اس فن کے ماہروں میں شمار ہونے لگے۔